بسم اللہ الرحمن الرحیم

من هم العلماء؟

علماء کون ہیں؟

از شیخ عبد السلام بن برجس رحمہ اللہ

درس کا اختصار مع ترجمہ: ابو مریم اعجاز احمد

صحیح مفہوم کی تحدید کرنا جن پر علماء کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے

یہ نقطہ اپنی جگہ بہت اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ بہت سارے لوگوں کا اس کو صحیح طور پر نہ سمجھنے سے علماء کی صفوں میں وہ بھی شامل ہوگئے جو ان میں سے نہیں ہیں جس کے نتیجے میں علمی افراتفری مچی اور پھیل گئی جس کا مشاہدہ آج ہم کر رہے ہیں۔

جو لوگ آج کے زمانے مین اس بات کے مستحق ہیں کہ ان پر لفظ عالم کا اطلاق ہو - اور میں یہ بات پوری صراحت سے کہتا ہوں - تو ایسے لوگ بہت کم ہیں، اور اس میں ہم مبالغہ نہیں کرتے اگر ہم کہیں کہ ایسے لوگ: بہت چند ہیں، اور یہ اس لئے کہ عالم کی کچھ صفتیں ہوتی ہیں جو ان میں سے اکثر لوگ جن کی نسبت آج کل علم کی طرف ہے ان پر منطبق نہیں ہوتیں۔

تو عالم (صرف) وہ نہیں جس (کی زبان) کے اندر فصاحت اور بلاغت ہو، اس کے خطابت اور تقریر میں بلاغت ہو یا اس نے کتاب کی تالیف کی ہو یا نشر کیا ہو یا کسی مخطوطے کی تحقیق یا تخریج کی ہو کیونکہ عالم کا لفظ صرف یہیں تک محدود نہیں ہے، (جیسا کہ) افسوس کے ساتھ، آج عام لوگوں کے ذہن میں بیٹھ چکا ہے۔ اور انہیں فصاحت اور لکھنے والوں سے جو عالم نہیں ہوتے بہت سارے عوام دھوکا کھا جاتے ہیں اور ان کو پسند کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ تم دیکھوگے کہ جب ایسے لوگ بات کرتے ہیں تو یہ عوام اس کے علم پر حیرت کرتے ہوئے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں۔ دوسری طرف (ان کی باتوں پر) علماء اس رنج اور افسوس سے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں جو کہ ان کی بات سے فتنے کا دروازہ کھلے گا۔ حقیقی عالم تو وہ ہے جس کا گہرا تعلق شرعی علم سے ہوگا، اور کتاب وسنت کے اجمالی احکام کو گہرائی سے سمجھتا ہوگا، اور وہ ناسخ ومنسوخ، مطلق اور مقید اور مجمل اور مفسر کو جاننے والا ہوگا، اس کے علاوہ کہ وہ سلف کے اقوال سے اور جس چیز پر سلف کا اجماع اور اختلاف تھا اس سے بھی واقف ہوگا۔ اس مین کوئی شک نہیں کہ انہیں ان شرعی احکام کو حاصل کرنے میں لمبا وقت لگانا پڑتا ہے، اور بڑی محنت کرنی پڑتی ہے اس کے ساتھ کہ انہیں

علم حاصل کرنے میں ہیشگی پر قائم رہنا پڑتا ہے۔ بعض آثار میں آتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا: (اے رب) تیرا کون سا بندہ سب سے زیادہ علم والا ہے؟ کہا: وہ (جس کا دل) علم سے کبھی نہ بھرتا ہو[1]۔ [یعنی جو ہمیشہ علم کی تلاش میں رہتا ہو۔] تو جس کا حال ایسا ہے تو وہ عالم ہے جو اس عظیم لفظ کا مستحق ہے، جبکہ وہ اللہ کی طرف سے اس کی شریعت کو پہنچانے والا ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے دستخط کرنے والا اور اللہ کے لئے اس کے بندوں پر حجت کے ساتھ کھڑا ہونے والا ہو گرچہ اس کا کلام کم یا چند ہو یا نہ تو اس کی تالیف ہو۔

تو یہاں ایک اہم فائدہ ملتا ہے اور یہ وہ ہے کہ کثرتِ کلام سے لوگوں کا دھوکا کھانا بہت پرانی چیز ہے نہ کہ کوئی نئی بات اور نہ ہی اس وقت کی اپج۔ اس فائدے کو حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے اپنی قیمتی اور نفع بخش کتاب 'فضل علم السلف علی علم الخلف' میں لکھا ہے ان لوگوں کا رد کرتے ہوئے جو بہت زیادہ کلام کرنے والے لوگوں سے دھوکا کھا جاتے ہیں اور اسی کو ایک عالم ہونے کا معیار سمجھ بیٹھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: 'ہم بعض جاہل لوگوں سے آزمائے گئے جبکہ وہ ان لوگوں کے بارے میں جو بعد میں آئے اور انکی باتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پہلے کے لوگوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض کسی شخص کے بارے میں یہ گمان رکھتا ہے کہ وہ پہلے گزرنے والے صحابہ سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے کیونکہ اس کا بیان اور باتیں زیادہ ہیں۔ اور ان میں سے بعض کہتا ہے کہ وہ مشہور فقہاء جن کی اتباع کی جاتی ہے ان سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے'[2]۔

پھر انہوں نے [سفیان] ثوری، اوزاعی، لیث [بن سعد] اور ابن مبارک [رحمہم اللہ] کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ سب ان لوگوں سے کم بولتے تھے جو انکے بعد آئے، اور [اگر کثرتِ کلام تفضیل کا معیار ہوتا تو اس سے] سلف صالحین کی تنقیص اور ان کے بارے میں برا گمان اور ان کی نسبت جہالت کی طرف اور ان کی کم علمی لازم آتی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ.

پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر بیان کرتے ہین اور اس میں ہے کہ انہوں نے کہا: 'تم ایسے زمانے میں ہو جس میں علماء زیادہ ہیں اور خطابت کرنے والے کم ہیں، اور عنقریب تمہارے بعد ایسا زمانہ آئے گا جس میں علماء کم ہونگے اور خطابت کرنے والے زیادہ ہونگے۔ تو جس کا علم زیادہ ہے اور اس کی باتیں کم ہیں تو وہ قابلِ تعریف ہے اور جو اس کے برعکس ہے تو وہ قابلِ مذمت ہے۔[2]'۔

---

[1] السلسلة الصحيحة: ۳۳۵۰

[2] فضل علم السلف علی علم الخلف ج ا ص ۵

یہ اشارہ ان کی طرف ہے جو علمی مسائل میں زیادہ بولتے تھے۔ تو اگر ہمارے زمانے کے متکلمین کو دیکھتے جنہیں لوگوں نے سردار بنالیا ہے تو کیا کہتے! اور یہ وہ لوگ ہیں جو ایسے مسائل میں گفتگو کرتے ہیں جنہیں وہ فقہ الواقع کہتے ہیں[یعنی اس چیز کی معرفت جو آج کل دنیا میں سیاسی ہلچل اور واقعات ہو رہے ہیں] جبکہ شریعت کا فقہ، تو اسے وہ حیض اور نفاس کی فقہ سمجھتے ہیں۔ انکی نظر میں یہ (شرعی) فقہ تو زمانے سے چلی آرہی ہے اور لوگوں کو اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ اور اسی لئے انہوں نے فقہ الواقع کو فرض عین بنادیا ہے ہر عالم اور طالبِ علم کے لئے اور حیض و نفاس کی فقہ، تو یہ فرض کفائی ہے! میں کہتا ہوں: کیا کہتے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) جب وہ دیکھتے ایسے لوگوں کو جو لوگوں کی عقلوں سے کھیلتے ہیں اور ان کو اللہ عزوجل کے دین اور شریعت سے پھیر کر خواہش پرستی کی طرف موڑتے ہیں جسے شیطان نے ان کے لئے مزین کردیا ہے، اور اس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے انہیں روکتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کو (اس بات پر) تکلیف اور زیادہ ہوتی اور ان کا شکوہ زیادہ برحق ہوتا۔

اور مزید جن پر عالم کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اس میں بڑی عمر ہے، حالانکہ یہ عالم کے مرتبہ تک پہنچنے کے لئے شرط نہیں ہے لیکن اس زمانے میں اسے بھی شرط ہونا چاہیئے اس وجہ سے کہ بہت زیادہ فساد کم عمر لوگوں سے علم حاصل کرنے سے ہوا ہے اور بہت سارے لوگ عالم اور غیر عالم میں تمیز کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

اسی لئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ 'لوگ ہمیشہ خیر میں رہیں گے جب تک وہ علم اپنے بڑوں سے، امانتداروں سے اور اپنے علماء سے لیتے رہیں گے، مگر جب وہ (علم) اپنے چھوٹوں اور برے لوگوں سے لینے لگیں گے تو ہلاک ہو جائنگے'[1] خطیب بغدادی رحمہ اللہ کہتے ہیں: 'ابن قتیبہ اس کا معنیٰ بیان کرتے ہیں کہ لوگ اس وقت تک خیر میں رہیں گے جب تک ان کے علماء بڑی عمر والے ہونگے، کم عمر نہ ہونگے۔ پھر اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں 'کیونکہ بڑی عمر میں جوانی کا لطف، تیزی، جلدبازی اور ناسمجھی ختم ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ اسے تجربہ بھی ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کے علم میں شک و شبہ نہیں آتا اور نہ ہی خواہش نفس اس پر غالب آتی ہے اور نہ ہی اسے لالچ مائل کرتی ہے، اور نہ ہی شیطان اسے کم عمر لوگوں کی طرح پھسلاتا ہے۔ نیز عمر کے ساتھ وقار، عزت اور ہیبت آتی ہے جبکہ کم سن لوگوں میں یہ سب چیزیں (آسانی سے) داخل ہو سکتی ہیں جس سے بڑی عمر والے بچے رہتے ہیں۔ اور جب یہ داخل ہو جائیں گی اور وہ فتویٰ دینگے تو وہ خود ہلاک ہونگے اور دوسروں کو بھی ہلاک کردیں گے'[2]۔

---

[1] اسے ابونعیم نے الحلیۃ ۸/۴۹ میں ذکر کیا ہے۔

[2] نصيحة أهل الحديث للخطيب البغدادي (۱/ ۳۰)

تو یہ کلام غور کرنے لائق ہے، حالانکہ بعض علماء یہاں پر چھوٹوں سے مراد اہل بدعت کو لیتے ہیں کیونکہ یہاں پر یہ لفظ عام ہے جس کی مراد لفظی اور معنوی دونوں طور پر چھوٹا ہو سکتا ہے۔ اسی لئے چاہئے کہ کبار اہلِ علم کی طرف توجہ کی جائے اور انہیں سے علم حاصل کیا جائے جب تک وہ موجود ہوں۔ مگر اگر کوئی شخص کسی ملک میں ہو جہاں بڑے علماء نہ ہوں مگر وہاں چھوٹے ہوں جن کے پاس علم ہو اور وہ علم سکھانے اور ان سے علم لینے کی اہلیت رکھتے ہوں، تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ ضرورت کے تحت ان سے علم لیا جائے۔ لیکن عیب کی بات تو یہ ہے کہ کبار علماء وافر تعداد میں ہونے کے باوجود لوگ ان کے علاوہ دوسروں کی طرف مڑنے لگیں۔

یہ علامات ہیں نفع بخش اہل علم کی، اور علم کی دو قسمیں ہیں: نفع بخش اور نقصان دہ

یہ بعض علامتیں ہیں نفع بخش اہلِ علم کی جن کا تذکرہ ابن رجب رحمہ اللہ نے کیا ہے تا کہ ان صفات سے اہلِ علم اور غیر اہلِ علم کے بیچ تمیز ہو سکے۔ وہ کہتے ہیں:

اہلِ علم اپنا کوئی مقام نہیں سمجھتے بلکہ وہ اپنے لئے تزکیہ اور تعریف کو پسند بھی نہیں کرتے اور نہ ہی گھمنڈ کرتے ہیں، بلکہ جیسے جیسے انکا علم بڑھتا ہے ویسے ویسے اللہ کے لئے انکی تواضع اور ڈر اور انکی انکساری اور پستی بڑھتی ہے۔

ان کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ دنیا، جاہ اور شہرت و تعریف سے دور بھاگتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی چیز انہیں بلا قصد مل بھی جاتی ہے تو اس کے انجام سے وہ ڈرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ اللہ کی طرف سے انکے لئے ڈھیل نہ ہو، جیسے امام احمد ڈرتے تھے جب وہ مشہور ہو گئے تھے۔

ان کی علامت یہ ہے کہ نہ وہ علم کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ اس کو لے کر کسی پر فخر جتاتے ہیں، اور نہ ہی کسی کی نسبت جہالت کی طرف کرتے ہیں الا یہ کہ جو سنت اور اہلِ سنت کی مخالفت کرتا ہو تب یہ اللہ کے لئے (کسی سے) ناراز ہو کر بولتے ہیں نہ کہ اپنے لئے ناراز ہو کر اور نہ ہی اس مقصد سے کہ اپنے آپ کو کسی پر فوقیت دیں۔

وہ اپنے بارے مین اچھا گمان نہیں رکھتے بلکہ ان علماء سے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کے بارے میں اچھا گمان رکھتے ہیں اور ان کی فضیلت کا اقرار اپنے دل سے کرتے ہیں، اور خود کو ان کے مرتبے تک پہنچنے سے عاجز سمجھتے ہیں۔

یہ ہیں وہ علامتیں جس سے ایک عام شخص اس بات کی تمیز کر سکتا ہے کہ کون اس کا مستحق ہے کہ اس کے اوپر لفظ عالم کا اطلاق ہو سکتا ہے اور کس پر نہیں۔ اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ علم نفع بخش اہل علم سے لیا جائے گا نہ کہ ان فصاحت والی بات کرنے والے اور نہ بڑے لکھنے والے سے جو اہلِ علم میں سے نہیں ہیں۔

یہ رسالہ شیخ عبد السلام بن برجس رحمہ اللہ کے محاضرے بعنوان 'من هم العلماء' سے ماخوذ ہے۔ اس محاضرے کو تحریری طور پر 'من هم العلماء' نامی کتاب میں چھاپا گیا ہے اور یہ رسالہ اس کتاب کے صفحہ ۳۴ تا ۴۰ کا اختصار کے ساتھ اردو ترجمہ ہے۔ مترجم کی طرف سے اضافہ قوسین [] میں کر دیا گیا ہے۔ اللہ سے دعاء ہے کہ اللہ اسے نفع بخش بنائے۔ (ابو مریم)

پٹنہ

۲/۱۱/۱۴۳۷